انسانوں کے ذریعے مگر اللہ کی جانب سے

ایمان کے مشکل ترین پہلوؤں میں سے ایک یہ سمجھنا ہے کہ انسانی معاملات کے ذریعے خدا کی مرضی کا ظہور کیسے ہوتا ہے۔ زندگی میں ہمیں درپیش اکثر آزمائشیں براہِ راست قدرتی آفات مثلاً زلزلوں، طوفانوں یا اچانک بیماریوں کی صورت میں نہیں آتیں۔ بلکہ یہ انسانوں کے ذریعے ہم تک پہنچتی ہیں: کبھی کوئی شخص ہمیں نیچا دکھاتا ہے، کبھی خاندان کا کوئی فرد مایوس کرتا ہے، کبھی کوئی دوست بے وفائی کر جاتا ہے یا کوئی اجنبی ہمارے ساتھ ناانصافی برتتا ہے۔ ایسے مواقع پر تلخی، غصے یا انتقام کی آگ میں جلنا آسان ہوتا ہے۔ مگر ایمان ہمیں گہرائی میں جھانکنے کی دعوت دیتا ہے، یہ بتا کر کہ اگرچہ فعل انسانوں کے ذریعے سرزد ہوا، لیکن وہ ہماری آزمائش کے لیے اللہ ہی کے اذن سے پیش آیا، اور جو کچھ بھی خدا ہونے دیتا ہے، وہ اُسکی حکمت، رحمت، علم اور قدرت کی اجازت سے ہوتا ہے۔

انسانی کردار سے آگے دیکھنا

جب کوئی شخص ہمارے ساتھ برا سلوک کرتا ہے، تو عام طور پر ہماری نظر صرف اس 'فرد' پر ہوتی ہے جس نے ہمیں دھوکا دیا، دکھ پہنچایا یا ہماری تذلیل کی۔ ایمان ہمیں زاویہ نگاہ بدلنے کی یاد دہانی کراتا ہے کہ جو کچھ ہوا وہ اللہ کی اجازت کے بغیر ہونا ممکن نہ تھا۔ انسان تو محض ایک 'ذریعہ' ہیں، اصل فیصلہ اللہ ہی کا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ غلط کار اپنے عمل کی ذمہ داری سے بری الذمہ ہو گیا ہے، بلکہ یہ سوچ ہمیں ذاتی رنجش کے بوجھ سے آزاد کر دیتی ہے۔

ہماری آزمائش ہمارے ردِعمل میں ہے

لوگوں کا ہمارے ساتھ رویہ ہمارے اختیار میں نہیں، لیکن ان کے رویے پر ہمارا ردِعمل ہمارے اپنے قبضے میں ہے۔ قرآن کریم (سورۃ الشوریٰ 42:40) ہمیں سکھاتا ہے: "برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے، مگر جو معاف کر دے اور اصلاح کر لے، تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے"۔ یہ آیت انصاف اور عفو و درگزر دونوں کی توثیق کرتی ہے؛ ہم برابر کا بدلہ لینے کا حق رکھتے ہیں، لیکن اللہ کی خاطر معاف کر دینا اعلیٰ ترین راستہ ہے۔

حد سے زیادہ ردِعمل سے گریز

اکثر جب ہمارے ساتھ زیادتی ہوتی ہے، تو ہمارا فوری ردِعمل زیادہ سختی سے پلٹ کر وار کرنا، اپنی طاقت منوانا یا دوسرے کو "سبق سکھانا" ہوتا ہے۔ ایمان یہاں ایک حد مقرر کرتا ہے: بدلہ لینے کی قدرت رکھنے کے باوجود ہمیں اخلاقی اور قانونی حدود سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے۔ ہمارے معاملات اللہ کے طے کردہ فریم ورک کے اندر ہی رہنے چاہئیں، کیونکہ ہماری حتمی جوابدہی کسی ظالم کے سامنے نہیں بلکہ اسی کے سامنے ہے۔

بلندیِ درجات کا موقع

آزمائشوں کو "انسانوں کے ذریعے، اللہ کی طرف سے" دیکھنا دکھ اور پریشانی کو ایک موقع میں بدل دیتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے تعلیم دی ہے کہ اگر صبر سے کام لیا جائے تو ایک کانٹا چبھنا بھی گناہوں کی بخشش کا سبب بن جاتا ہے۔ اگر ہم انسانی آزمائشوں کا جواب ضبطِ نفس، عاجزی اور توکلِ الٰہی سے دیں، تو یہی آزمائشیں ہمارے تزکیہ نفس اور بلندیِ درجات کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔

معافی کو طاقت سمجھنا

اس تناظر میں معاف کر دینا کمزوری نہیں، بلکہ انسانی جھگڑوں سے بلند ہو کر خود کو رضائے الٰہی سے جوڑنے کا نام ہے۔ اپنی انا کی تسکین کے لیے بدلہ لینے کے مقابلے میں، اللہ کی خاطر معاف کر دینے کے لیے کہیں زیادہ ہمت اور قوتِ ارادی درکار ہوتی ہے۔ عفو و درگزر کا ہر عمل درحقیقت اس اعلان کو تقویت دیتا ہے کہ: "میرا معاملہ لوگوں سے نہیں، بلکہ میرے اللہ سے ہے"۔